بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ٹیلیفون نمبر ۳۲

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۳۵

إن الفضل بيد الله يؤتيه من يشاء — عسى أن يبعثك ربك مقاماً محموداً

روزنامہ

الفضل

قادیان

یوم ——— چہارشنبہ

جلد ۳۲ | ۴ ماہ اخاء ۱۳۲۳ ہش | ۱۶ شوال ۱۳۶۳ ھ | ۴ اکتوبر ۱۹۴۴ء | نمبر ۲۳۲

مدینۃ المسیح

ڈلہوزی ۲ ماہ اخاء۔ سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے متعلق آج بذریعہ تار یہ اطلاع مکرم ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔ کہ حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کو جمعہ و ہفتہ کی درمیانی رات۔ دانت درد کا شدید ترین حملہ ہوا۔ جو تقریباً چار سے پانچ گھنٹے تک رہا۔ ہفتہ کی صبح کو دائیں ٹخنے کے جوڑ پر درد نقرس کا حملہ ہوا۔ جو رات کے آخری حصہ میں شدید ہو گیا۔ احباب حضور کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کو نزلہ کی شکایت ہے۔ احباب دعا فرمائیں۔

قادیان ۳ ماہ اخاء۔ سیدہ ام مظفر احمد صاحبہ بیگم حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی طبیعت ابھی تک پوری طرح صاف نہیں ہوئی۔ احباب کامل صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

۳۰ ستمبر۔ خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب کی لڑکی مبارکہ شوکت صاحبہ کا رخصتانہ ہوا۔ اس موقعہ پر حضرت مفتی محمد صادق صاحب۔ حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب۔ جناب سید ولی اللہ شاہ صاحب اور

روزنامہ الفضل قادیان ——— ۱۶ شوال ۱۳۶۳ھ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صریح فیصلہ کے خلاف
مولوی محمد علی صاحب کا ادعا کہ نبی کے لئے کتاب لانا ضروری ہے

مولوی محمد علی صاحب محض حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی مخالفت میں نہ صرف تہذیب اور متانت کی حدود سے یکسر گزر جاتے ہیں۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صاف اور واضح فیصلوں کو بھی کھلم کھلا پس پشت ڈال دیتے ہیں۔ اس کی ایک واضح مثال ذیل میں پیش کی جاتی ہے۔

مولوی صاحب نے اپنے خطبہ جمعہ مندرجہ پیغام صلح ۱۹ جولائی میں بڑے دعوے کے ساتھ بیان کیا ہے۔ کہ "نبی کے لئے کتاب لانا ضروری ہے"۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس عقیدہ کو کئی بار رد فرمایا ہے۔ چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ جب مولوی صاحب اپنے قلم سے ستمبر ۱۹۰۲ء میں یہ اعلان کر چکے ہیں۔ کہ

"حضرت مسیح موعود ایک حقیقی راہ نما ہیں۔ اور ان کی جماعت جس قدر وہ ہے ان کو اپنا پیشوا تصور کرتی اور اپنے عقائد اور اپنے اعمال کو ان کے عقائد اور اعمال کے مطابق بنانے کی کوشش کرنے والی ہے۔ ایک لاکھ یا زیادہ آدمی آپکو خلیفۃ اللہ سمجھتا۔ اور تمام مذہبی امور میں حکم خیال کرتا ہے"۔

تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس مسئلہ کے متعلق جو فیصلہ فرمایا ہے۔ اس کے آگے سر تسلیم خم کر دیتے۔ لیکن انہوں نے اس فیصلہ کے خلاف آواز اٹھانا بھی اپنے فرائض میں داخل کر رکھا ہے۔ اور اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سخت ہتک کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ ہم ایک بار پھر مولوی صاحب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس فیصلہ کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ جو نبی کے کتاب لانے یا نہ لانے کے اختلاف کے بارے میں آپ نے کیا ہے۔ اگر اب بھی مولوی صاحب اس کی مخالفت پر جمے رہے۔ تو پھر سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ وہ اپنی ضد اور ہٹ کینہ اور بغض کے مقابلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بھی کچھ وقعت نہیں سمجھتے۔

(۱)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۸۹۳ء میں اپنی کتاب شہادت القرآن کے صفحہ ۱۲ پر تحریر فرمایا۔

الف۔ "بعد توریت کے صدہا ایسے نبی بنی اسرائیل میں سے آئے۔ کہ کوئی نئی کتاب ان کے ساتھ نہیں تھی۔ بلکہ ان انبیاء کے ظہور کے مطالب یہ ہوتے تھے۔ کہ تا ان کے موجودہ زمانہ میں جو لوگ تعلیم توریت سے دور پڑ گئے ہوں۔ پھر ان کو توریت کے اصل منشاء کی طرف کھینچیں۔ اور جن کے دلوں میں کچھ شکوک اور دہریت اور بے ایمانی ہو گئی ہو۔ ان کو پھر زندہ ایمان بخشیں۔ چنانچہ اللہ جلشانہ خود قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ ولقد اٰتینا موسی الکتاب وقفینا من بعدہٖ بالرسل یعنی موسے کو ہم نے توریت دی۔ اور پھر اس کتاب کے بعد ہم نے کئی پیغمبر بھیجے۔ تا توریت کی تعلیم کی تائید اور تصدیق کریں۔ اسی طرح دوسری جگہ فرماتا ہے۔ ثم ارسلنا رسلنا تترا یعنی پھر پیچھے سے ہم نے اپنے رسول پے در پے بھیجے۔ پس ان تمام آیات سے ظاہر ہے کہ عادت اللہ یہی ہے کہ وہ اپنی کتاب بھیجکر پھر اس کی تائید اور تصدیق کے لئے ضرور انبیاء بھیجا کرتا ہے۔ چنانچہ توریت کی تائید کے لئے ایک ایک وقت میں چار چار سو نبی بھی آیا۔ جن کے آنے پر اب تک بائیبل شہادت دے رہی ہے"۔

(ب) اسی کتاب کے صفحہ ۴۸ پر تحریر فرماتے ہیں۔ "حضرت موسے سے حضرت مسیح تک ہزار ہا نبی اور محدث ان میں پیدا ہوئے۔ جو خادموں کی طرح کمربستہ ہو کر توریت کی خدمت میں مصروف رہے۔ چنانچہ ان تمام بیانات پر قرآن شاہد ہے۔ اور بائیبل شہادت دے رہا ہے۔ اور وہ نبی کوئی نئی کتاب نہیں لائے تھے۔ کوئی نیا دین نہیں سکھاتے تھے۔ صرف توریت کے خادم تھے"۔

اس حوالہ سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ عقیدہ تھا۔ کہ بنی اسرائیل میں کئی نبی ایسے آئے۔ جو کوئی نئی کتاب نہ لائے۔ بلکہ وہ توریت کی تعلیم کو صحیح طور پر پیش کرنے اور اس کی طرف لوگوں کو متوجہ کرنے کے لئے آئے۔ اور اس کے لئے آپ نے قرآن کریم سے استدلال فرمایا۔ اور اسے عادۃ اللہ قرار دیتے ہوئے اپنا فیصلہ یہ پیش فرمایا کہ خدا تعالےٰ کسی نبی پر اپنی کتاب نازل کرکے پھر اس کی تائید اور تصدیق کے لئے ضرور انبیاء بھیجا کرتا ہے۔ نیز یہ کہ حضرت موسے اور حضرت عیسےٰ علیہم السلام کے درمیان ہزارہا نبی ایسے آئے جو توریت کی خدمت میں مصروف رہے۔ اور خود کوئی کتاب نہ لائے۔ اس کے لئے بھی آپ نے قرآن کریم کو شاہد قرار دیا۔

ایسے واضح اور بین فیصلہ کے باوجود سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ مولوی محمد علی صاحب کے مونہہ سے احمدی کہلا کر اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو حکم عدل سمجھ کر یہ الفاظ کس طرح بار بار نکل جاتے ہیں۔ کہ ہر نبی کے لئے کتاب لانا ضروری ہے۔ دراصل مولوی صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کا انکار کرنے کے لئے یہ ایک بنیاد قائم کرنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کا ثبوت مندرجہ بالا حوالہ سے بھی ملتا ہے۔ جس میں آپ ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ "عادۃ اللہ یہی ہے۔ کہ وہ اپنی کتاب بھیجکر پھر اس کی تائید اور تصدیق کے لئے ضرور انبیاء بھیجا کرتا ہے"۔ ان الفاظ سے جہاں یہ ثابت ہے کہ نبی کے لئے کتاب لانا ضروری نہیں۔ بلکہ ایسے نبی بھی آتے رہے ہیں۔ جو سابقہ کتاب کی تائید اور تصدیق کے لئے خدا تعالےٰ کی طرف سے مبعوث ہو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایڈیٹر۔ غلام نبی

جانی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور دفتر الفضل قادیان سے شائع کیا

تھے۔ وہاں یہ بھی ثابت ہے۔ کہ خدا تعالےٰ نے اسنے نہایت ہی کامل کتاب قرآن کریم جو نازل کی ہے۔ اسکی تائید اور تصدیق کے لئے بھی انبیاء کا آنا ضروری ہے۔ ورنہ اگر ایسے انبیاء کا آنا ممتنع ہے۔ تو پھر جس بات کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مندرجہ بالا الفاظ میں فرمایا ہے۔ وہ عادت نہیں کہلا سکتی۔

(۲)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سنہ ۱۹۰۲ء میں لکھا۔

(الف) اما عیسیٰ فھو من خدام الشریعۃ الاسرائیلیۃ ومن انبیاء سلسلۃ موسیٰ وما اوتی لہ شریعۃ کاملۃ مستقلۃ۔ یعنی حضرت عیسیٰ اسرائیلی شریعت کے خادموں اور سلسلہ موسویہ کے نبیوں میں سے ایک نبی ہیں۔ اور آپ کو کوئی کامل اور مستقل شریعت نہیں دی گئی۔ (الاعلان ملحقہ خطبہ الہامیہ صفحہ ج)

(ب) اور اس کی تصدیق میں بشپ آف لاہور کی انگریزی چٹھی مورخہ ۱۵ر اگست سنہ ۱۹۰۱ء بھی پیش فرمائی۔ جس میں بشپ جے۔ اے لیفرائے نے لکھا:۔

"خداوند یسوع مسیح ہرگز شارع نہ تھا۔ جن معنوں میں کہ حضرت موسیٰ صاحب شریعت تھا...... یسوع مسیح صاحب شریعت نہ تھا۔"

(۳)

ایک پادری صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں ۱۹ر اپریل سنہ ۱۹۰۱ء کو یہ سوال پیش کیا۔ کہ کیا آپ بھی کچھ نوشتے چھوڑ جائیں گے۔ جیسے انجیل یا توراۃ ہے۔" تو حضور نے جواب میں فرمایا:۔ "اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو لوگ مامور ہو کر دنیا کی اصلاح کے واسطے آتے ہیں۔ وہ دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو صاحب شریعت ہوتے ہیں۔ اور ایک نئی شریعت قائم کرتے ہیں۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کہ وہ خدا تعالیٰ سے ہمکلام ہوئے تھے۔ اور مامور ہو کر آئے تھے۔ مگر ان کو ایک شریعت دی گئی۔ جس کو آپ لوگ توراۃ کہتے ہیں۔ اور مانتے ہیں۔ کہ شریعت موسیٰ کی معرفت دی گئی۔

مگر ایک وہ لوگ ہوتے ہیں۔ جو خدا تعالیٰ سے ہمکلام تو ہوتے ہیں۔ اور ان صاحب شریعت نبیوں کی طرح وہ بھی اصلاح خلق کے لئے آتے ہیں۔ اور اپنے وقت پر ضرورت حقہ کے ساتھ آتے ہیں مگر وہ صاحب شریعت نہیں ہوتے۔ جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہ وہ کوئی نئی شریعت لیکر نہیں آئے تھے بلکہ اسی موسوی شریعت کے پابند تھے" (اخبار الحکم ۱۰ر مئی سنہ ۱۹۰۱ء صفحہ ۲)

اس عبارت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صاف طور پر دو قسم کے نبی قرار دیئے ہیں۔ ایک صاحب شریعت جیسے حضرت موسیٰ ؑ اور ایک بغیر شریعت جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔

مگر افسوس کہ مولوی محمد علی صاحب کے لئے کوئی بھی فیصلہ تسلی بخش نہیں۔

(۴)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۵ر نومبر سنہ ۱۹۰۱ء کے اشتہار میں تحریر فرمایا ہے کہ "نبی کے لئے شارع ہونا شرط نہیں ہے"۔ (ایک غلطی کا ازالہ)

اور کتاب شارع نبی کو ہی ملتی ہے۔ اس کا مطلب دوسرے الفاظ میں یہ ہوا۔ کہ نبی کے لئے کتاب لانا ضروری نہیں۔

(۵)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۲ر اگست سنہ ۱۹۰۱ء کی تقریر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے اپنی مشابہت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

حضرت مسیح علیہ السلام جیسے اپنی کوئی شریعت لے کر نہ آئے تھے۔ بلکہ توریت کو پورا کرنے آئے تھے۔ اسی طرح پر محمدی سلسلہ کا مسیح اپنی کوئی شریعت لے کر نہیں آیا۔ بلکہ قرآن شریف کے احیاء کے لئے آیا ہے۔ اور اس تکمیل کے لئے آیا ہے۔ جو تکمیل اشاعت ہدایت کہلاتی ہے۔" (الحکم ۱۷ر جنوری سنہ ۱۹۰۲ء)

(۶)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۲ر جنوری سنہ ۱۹۰۳ء کو اپنی مشابہت حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ "انجیل میں ہرگز کوئی شریعت نہیں ہے بلکہ توریت کی شرح ہے۔ اور عیسائی لوگ توریت کو الگ نہیں کرتے۔ جیسے مسیح توریت کی شرح بیان کرتے تھے۔ اسی طرح ہم بھی قرآن شریف کی شرح بیان کرتے ہیں۔" (اخبار الحکم ۲۴ر جنوری سنہ ۱۹۰۳ء صفحہ ۹)

(۷)

حضرت مسیح علیہ السلام نے ۳۰ر جولائی سنہ ۱۹۰۴ء کو بمقام گورداسپور فرمایا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں:۔ "صرف توریت ہی کتاب اس وقت تھی۔ جو کہ حلت اور حرمت کے مسئلے بیان کر سکتی تھی۔ اور یہود کا اس پر اس امر میں جیسے عملدرآمد اس وقت تھا ویسے ہی اب بھی ہے۔ انجیل کوئی کتاب نہیں ہے۔" (الحکم ۳۱ر جولائی سنہ ۱۹۰۴ء)

(۸)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سنہ ۱۹۰۵ء میں تحریر فرمایا:۔

"یہ تمام بدقسمتی دھوکہ سے پیدا ہوئی ہے۔ کہ نبی کے حقیقی معنوں پر غور نہیں کی گئی۔ نبی کے معنی صرف یہ ہیں۔ کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانے والا ہو۔ اور شرف مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہو۔ شریعت کا لانا اس کے لئے ضروری نہیں۔ اور نہ یہ ضروری ہے۔ کہ صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو۔" (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۳۸)

اس حوالہ میں مولوی محمد علی صاحب کے اس اعتراض کا بھی جواب آگیا۔ کہ نبی مطاع ہوتا ہے تابع اور مطیع نہیں ہو سکتا۔

(۹)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سنہ ۱۹۰۶ء میں اپنی کتاب "تجلیات الٰہیہ" صفحہ ۲۵ پر فرمایا:۔

"شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا۔ اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے۔ مگر وہی جو پہلے امتی ہو۔ پس میں امتی بھی ہوں اور نبی بھی۔"

(۱۰)

اس بارے میں آخری تحریر وہ ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے وصال سے دو تین ماہ قبل رقم فرمائی اور وہ یہ ہے:۔

"ہم نبی ہیں۔ ہاں یہ نبوت تشریعی نہیں۔ جو کتاب اللہ کو منسوخ کرے۔ اور نئی کتاب لائے۔ ایسے دعویٰ کو تو ہم کفر سمجھتے ہیں۔ بنی اسرائیل میں کئی ایسے نبی ہوئے ہیں۔ جن پر کوئی کتاب نازل نہیں ہوئی۔ صرف خدا کی طرف سے پیشگوئیاں کرتے تھے۔ جن سے موسوی دین کی شوکت و صداقت کا اظہار ہو۔ پس وہ نبی کہلائے۔ یہی حال اس سلسلہ میں ہے۔" (اخبار بدر ۵ر مارچ سنہ ۱۹۰۸ء)

حکم عدل مسیح موعود علیہ السلام کے یہ دس فیصلے بتاتے ہیں۔ کہ نبی کے لئے کتاب لانا ضروری نہیں۔ نبی بغیر شریعت کے ہو سکتا ہے۔ قابل غور ہیں خاص کر اسلئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"جو شخص مجھے دل سے قبول کرتا ہے۔ وہ دل سے اطاعت بھی کرتا ہے۔ اور ہر ایک حال میں مجھے حکم ٹھیراتا ہے۔ اور ہر ایک تنازع کا مجھ سے فیصلہ چاہتا ہے۔ مگر جو شخص مجھے دل سے قبول نہیں کرتا۔ اس میں تم نخوت اور خود اختیاری پاؤ گے۔ پس جانو کہ وہ مجھ میں سے نہیں ہے۔ کیونکہ وہ میری باتوں کو جو مجھے خدا سے ملی ہیں۔ عجیب نظر سے نہیں دیکھتا۔ اس لئے آسمان پر اسکی عزت نہیں۔" (اربعین نمبر ۳ صفحہ ۲۸) کیا مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ساتھی حکم عدل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فیصلوں کو قبول کر

صاحبزادی امۃ الوکیل سلمہا کیلئے پنی سیلین کی ضرورت

احمدی ڈاکٹر صاحبان توجہ فرمائیں!

صاحبزادی امۃ الوکیل کی حالت پھر تشویشناک ہو گئی ہے۔ کرنیل بھروچہ نے پنی سیلین کا انجکشن تجویز کیا ہے۔ مگر وہ ملتی نہیں۔ اگر کسی احمدی ڈاکٹر صاحب کے ذریعہ ولایت کی بنی ہوئی پنی سیلین مل سکے۔ تو وہ ازراہ مہربانی صاحبزادہ مرزا منیر احمد صاحب پرائیویٹ روم نمبر ۲۵ سر گنگا رام ہسپتال لاہور کے نام وی۔ پی ارسال فرما دیں۔ احباب جماعت اس دو سالہ بچی کے لئے جو ساڑھے تین ماہ سے شدید ترین بیماری میں مبتلا ہے۔ خصوصیت سے دعا بھی فرمائیں۔ کہ اللہ تعالےٰ اسے اپنے فضل سے شفا عطا فرمائے۔ آمین۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دُنیا میں تکالیف اور مصائب کیوں آتے ہیں؟

(از حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب)

سوال۔ ایک دو سال کا ننھا سا بچہ بخار اور درد قولنج میں مبتلا تھا۔ اس کی تکلیف اور اضطراب کو سخت سے سخت دل انسان بھی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ رفع تکلیف کے لئے کبھی وہ اپنے ماں باپ کی طرف دیکھتا۔ اور کبھی ڈاکٹر کے سامنے کڑوی کسیلی دوا کے لئے مونہہ کھولتا۔ اسی تکلیف میں ایک دن رات رہ کر وہ مر گیا۔ سوال یہ ہے۔ کہ رب رحیم و کریم جو رأفت اور شفقت کا منبع ہے چھوٹے اور معصوم بچوں پر مصائب اور تکالیف کیوں وارد کرتا ہے؟ حالانکہ وہ ظلام للعبید نہیں ہے۔ اگر ماں باپ کا شافع بنتا ہے تو معصوم بچہ کو یہ سزا کیوں ملی؟ اور وہ دوسروں کے فائدہ کے لئے خود کیوں زیر بار آئے؟ لا تزر وازرۃ وزر اخریٰ

جواب

یہ سوال بچوں کی تکلیف کا بہت لمبا جواب چاہتا ہے۔ اور خدا تعالےٰ کی عمیق در عمیق حکمتوں کا بیان اس میں کرنا پڑتا ہے۔ اس کے لئے مختلف زمانوں کے لوگ بھی اگر برابر روشنی ڈالتے رہیں تو بھی پُورا حل نہیں ہو سکتا۔ مگر اللہ تعالےٰ کے صفات و افعال پر نظر کرکے اور اس کے کلام کو دیکھ کر ہم مجملاً بعض باتیں بتا سکتے ہیں۔ لیکن زیادہ مفصل طور سے اس کے لئے زبانی گفتگو شائد زیادہ بہتر ہوگی۔ پھر بھی بہت سی باتیں حجاب میں رہ جائیں گی۔ اور اگر واقعات کی تفصیل میں جانے لگیں۔ تو شائد ہم نوح بھی کافی نہ ہو۔ اور ہر بات کو دلائل سے مبرہن کرنے لگیں۔ تو کاغذ۔ دماغ اور اخبار کی گنجائش سب چکر میں آجائیں اس لئے نہایت مختصر طور پر اکثر دلائل کو چھوڑ کر ایک سرسری بیان لکھتا ہوں

چند مختصر باتیں

(۱) پہلی بات تو یہی ہے۔ کہ خدا تعالےٰ ظالم نہیں بلکہ رحیم ہے۔

(۲) دوسری یاد رکھنے والی بات یہ ہے جسے لوگ بھول گئے ہیں۔ کہ تکالیف اور مصائب اور بیماریاں اور افلاس حتی کہ سزائیں جہنم اور غضب الٰہی بھی خدا تعالےٰ کے رحم کے باب کی ایک فصل اور اس کے حلم کرم و شفقت کی ایک شاخ ہیں۔ اس سے زیادہ ان کی حقیقت نہیں تمام دکھ خدا تعالےٰ نے سکھ کی طرف جانے کا ایک ذریعہ بنائے ہیں بغیر ان کے انسان خدا کی رحمت اور آرام کا پورا حصہ نہیں پا سکتا۔ اور یونہی بے مطلب و بے معنی نہیں ہیں۔ بلکہ کمال درجہ کی حکمت پر مبنی ہیں۔ وہ چاہتا تو سکھ ہی سکھ ہوتا۔ مگر پھر یہ عالم اور یہ نظام نہ ہوتا۔

(۳) طبعی اور جسمانی تکالیف سے اس دنیا میں کوئی بندہ خالی نہیں۔ نہ کافر نہ مسلمان نہ وحشی انسان نہ انبیاء۔ نہ بچے نہ بڑے۔ نہ جوان نہ بوڑھے نہ نیک نہ بد۔ ہاں اگلے جہان میں جنت ابدی سکھ کے لئے بنائی گئی ہے۔ اور دوزخ عارضی دکھ یا سزا کے لئے تاکہ بعض لوگ جو اپنی بیماریوں کی وجہ سے نعمائے جنت کی لذت حاصل نہ کر سکتے تھے۔ وہ وہاں اپنا علاج کرا کے نعمائے الٰہی کی لذت اور حلاوت پا سکیں۔

(۴) خیالی اور ذہنی دکھ یا قلبی اذیتیں اکثر انسان کی خود ساختہ ہیں۔ اس کی حرص و ہوا کا نتیجہ ہیں۔ دنیا طلبی اور لامذہبی ان کی جڑ ہے۔

(۵) اگر ہم بعض دکھوں کی حکمت معلوم کرلیں۔ تو ہمارے لئے یہ کافی ہے۔ اور ہم اس نظریہ پر قائم ہو سکتے ہیں کہ سارے دکھ سکھ خدا کی حکمت کا ہی نتیجہ ہیں۔ یہ ضرورت نہیں۔ کہ ہر دکھ اور ہر سکھ کی وجہ ہم کو معلوم ہو جائے۔ صرف چند کی حکمت معلوم کر کے ہم سب کی حکمت کے قائل ہو سکتے ہیں۔ مشتے نمونہ از خروارے ربنا ما خلقت ھذا باطلا۔

(۶) ہر انسان شجرہ انسانی کی ایک شاخ ہے۔ اور ہر بچہ اپنی قوم یا خاندان کے درخت کی ایک شاخ ہے۔ بالکل علیحدہ چیز نہیں ہے۔ اس وجہ سے بہت سی باتوں میں اچھی یا بُری دکھ کی یا سکھ کی وہ اپنے والدین خاندان یا قوم سے ورثہ بھی لیتا ہے۔ وہ دنیا میں اکیلا منقطع فرد نہیں ہے۔ بلکہ ایک عظیم الشان سلسلہ کی کڑی ہے۔ یہ بھی ایک وجہ دکھ سکھ کی ہے۔

(۷) بچوں کو معصوم کہا جاتا ہے۔ ہمارے نزدیک بچوں سے زیادہ انبیاء علیہم السلام معصوم ہیں۔ مگر دکھ اور بیماریوں سے وہ بھی بچے ہوئے نہیں ہوتے

(۸) شرعی اور طبعی قانون دونوں الگ الگ ہیں۔ شرعی تو مکلف انسانوں کے لئے ہے مگر طبعی ہر انسان کے لئے یکساں ہے الا ماشاء اللہ

(۹) موت کے راستہ میں قدرت نے سخت دکھ اور تکالیف رکھ دی ہیں۔ تاکہ لوگ ہر قیمت ادا کر کے موت سے بچیں۔ ورنہ لوگ ذرا ذرا سی بات پر خودکشیاں کر لیتے۔ یا علاج میں لاپروائی کرتے۔

(۱۰) نظام عالم نہایت درجہ اختلاف چاہتا ہے۔ اور اسی اختلاف کی وجہ سے اس باغ و بہار کی ساری رونق ہے۔ اس اختلاف میں بدصورتی افلاس اور دکھ درد دیکھ کر بعض آدمی حیران رہ جاتے ہیں حالانکہ اختلاف کے لئے لازمی ہے کہ ہر قسم کا سکھ اور ہر قسم کا دکھ دنیا میں موجود ہو۔

(۱۱) یہ دنیا انسان کا اصل گھر نہیں بلکہ صرف چند سالہ عارضی سرائے ہے۔ اصل گھر اس کا ایک ابدی جنت ہے۔ جہاں کوئی تکلیف نہیں۔ جہاں اس کی ہر خواہش ہمیشہ پوری ہوتی رہے گی۔ دنیا نہیں بلکہ عالم آخرت ہی بہتر اور باقی رہنے والا ہے۔ اس اصل کے نہ سمجھنے اور صرف دنیا کی ساٹھ ستر سالہ زندگی کو ہی اصل حیات انسانی اور اس جگہ کو دارالجزاء سمجھ لینے سے اکثر شکوک و شبہات اس قسم کے پیدا ہوتے ہیں۔ دنیا تو دارالعمل اور دارالامتحان ہے

(۱۲) سارے دکھ خدا تعالےٰ ہی کی طرف سے نہیں آتے۔ بلکہ ایک انسان دوسرے انسان کو دکھ دیتا ہے۔ یا خود انسان اپنے غفلت و نسیان یا کم علمی یا کم عقلی کی وجہ سے اپنے آپ کو بھی دکھ میں ڈال لیتا ہے۔ خدا کی طرف سے جو دکھ نظر آتے ہیں۔ ان میں سے ایک حصہ تو ظاہراً کمال حکمت پر مبنی ہے۔ اور ایک حصہ ایسا ہے۔ جو باریک بینی کا محتاج ہے اور ایک حصہ ایسا ہے۔ جو آئندہ زندگی کے لئے مفید ہے۔ خواہ بظاہر اس وقت اس کا حاضر فائدہ نہ ہو۔ یا وہ دکھ ہے جس کی جزا خدا کی طرف سے بہت بڑھ چڑھ کر آخرت میں ملے گی۔ اور اس وقت انسان کہے گا۔ کہ یہ تو بڑے نفع کا سودا تھا۔ جسے میں نے خسارہ سمجھ رکھا تھا۔ مجھے قربانی بنایا گیا۔ دوسروں کے فائدہ کے لئے اور اب مجھے اس قربانی کا فائدہ اور جزا اضعافاً مضاعفہ مل گئے۔

(۱۳) دکھ کا وجود سکھ کے احساس کے لئے ضروری ہے ورنہ سکھ پھر کچھ بھی نہیں ہے گا نہ اس کی قدر ہوگی۔ نہ اس میں راحت محسوس ہوگی

(۱۴) دنیا میں سکھ بہت زیادہ ہے۔ اور دکھ بہرحال کم۔ قرآن نے انا اعطینٰک الکوثر میں کثرت نعماء الٰہی کی طرف اشارہ کیا ہے۔ ناشکر انسان کے پاس سے لاکھوں میں سے ایک نعمت چھن جائے۔ تو اس قدر غل مچاتا ہے۔ کہ خدا کی پناہ۔ حالانکہ ابھی ننانوے ہزار نوسو ننانوے نعمتیں اسکے پاس موجود ہوتی ہیں وان تعدوا نعمت اللہ لا تحصوھا۔ ان الانسان لظلوم کفار

(۱۵) اس قسم کے سوال سے ظاہر ہے کہ لوگ ہر بیماری اور موت کی تکالیف کو گناہ کی سزا سمجھتے ہیں۔ جبھی تو ایک معصوم بچے کے مرض کی تکلیف پر اعتراض کیا جاتا ہے حالانکہ یہی تکلیف ایک نبی کو بھی ہو سکتی ہے۔ جو بچوں سے زیادہ معصوم ہے۔ یہاں تو معصومیت اور گناہ کا سوال ہی نہیں ہے۔ بلکہ صرف سوال یہ ہے کہ بیماری اور تکلیف دنیا میں کیوں ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۱۶) امن کے زمانہ میں نرم دل لوگ بعض غلط نظریے قائم کر لیتے ہیں۔ اگر ان کو نوحی زمانوں کا حال معلوم ہوتا۔ اور قوموں کی کشمکش کی تاریخیں یاد ہوتیں۔ علم نباتات اور علم حیوانات سے واقف ہوتے۔ اور کروڑوں اربوں ادنیٰ مخلوقات کا پیدا ہو کر بظاہر بلا وجہ فنا ہوتے نظر آتا۔ اور مخلوقات کا ہر وقت ایک دوسرے کو کھائے جانے کا علم ہوتا۔ اور ان کے سفر زیادہ دراز اور تجربے زیادہ وسیع ہوتے۔ پھر تو شاید وہ خدا کو ظالم نہیں بلکہ اظلم قرار دیتے۔ (نعوذ باللہ) حالانکہ یہ سب باتیں اسکی بیحد و بست قدرت۔ لا انتہا علم اور بے نہایت حکمت کی گواہ اور شاہد ہیں۔ کم علم اور کم عقل انسان خدا تعالیٰ کی چند مصلحتوں پر حاکم بننا چاہتا ہے۔ اور اسکو خدا کے زیادہ عظیم الشان کام اور پرہیبت مصالح نظر آجائیں۔ تو شاید اس کا کلیجہ ہی پھٹ جائے۔

(۱۷) ہمارا رب بے شک رحیم کریم ہے۔ بلکہ رحم و شفقت کا منبع ہے۔ لیکن سوائے رحم کے اسکی اور صفات بھی ہیں۔ اگر وہ نہ ہوتیں۔ تو یہ کارخانہ عالم بھی نہ چل سکتا۔ جہاں وہ رحیم کریم ہے۔ وہاں وہ مالک یوم الدین بھی ہے۔ منتقم بھی ہے۔ ضار مانع۔ مذل اور ممیت بھی ہے۔ ورنہ وہ رب العالمین اور کامل خدا نہ ہوتا۔ ہاں یہ درست ہے کہ اسکی رحمت ہمیشہ اس کے غضب پر غالب ہے۔ اور اس کا غضب اسکی رحمت ہی کی ایک شاخ ہے۔ کیونکہ وہ بندہ کے فائدہ کے لئے ہی ہے۔ نہ کہ اپنے کسی غصہ کی تسکین کے لئے۔

(۱۸) لا تزر وازرۃ وزر اخریٰ کہہ کر یہ اعتراض کیا جاتا ہے۔ کہ بچہ کیوں والدین کے لئے قربان ہو۔ حالانکہ معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ تمام دنیا کے والدین اور عزیز اور ان کا مال اور محنت۔ اور توجہ سب ان بچوں کے لئے قربان کئے جا رہے ہیں۔ اس صورت میں اگر کبھی کبھی بچہ بھی ان کے لئے قربان کر دیا جائے۔ تو کیا حرج ہے؟ بلکہ ضروری ہے۔

بچوں کی تکالیف میں انکو اور دوسروں کو کیا فائدے ہیں؟

اب میں اصل مضمون کی طرف آتا ہوں۔ کہا جاتا ہے۔ کہ رحیم کریم خدا چھوٹے اور معصوم بچوں پر مصائب اور تکالیف کیوں وارد کرتا ہے۔ حالانکہ وہ اپنے تئیں ما انا بظلام للعبید کہتا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے۔ کہ اگر کسی لڑکے کے ماں باپ یا استاد اسکی بہتری اور فائدہ کے لئے اسے ماریں یا تکلیف دیں۔ تو کیا لوگ ان کو ظالم کہیں گے یا خیر خواہ؟ یہی ہمارا جواب ہے۔ ہر تکلیف ظلم نہیں ہوتی خدا کی طرف سے آئی ہوئی تو تمام تکالیف مصلحت حکمت اور فائدہ کے لئے ہوتی ہیں۔ اور مر جانا کوئی انوکھی بات نہیں۔ بلا استثناء ہر متنفس نے مرنا ہے۔ کوئی آگے جائیگا کوئی پیچھے۔ یہ تو اس دنیا کے لئے مقدر ہو چکا ہے۔ اور مرنے کے بغیر انسان کے اعلیٰ جوہر نہیں کھلتے۔ جس طرح ماں باپ کے ہاں سے رخصت ہوئے بغیر لڑکی کے اصلی جوہر نہیں کھلتے۔ کیونکہ اور اس عالم سے پرے ایک اصلی اور دائمی عالم ہے۔ جس کے لئے انسان پیدا کیا گیا ہے۔ پس یہ اعتراض مرنے کا بالکل باطل ہے۔ کیونکہ بڑا انسان طرح طرح کی مصیبتیں اٹھا کر ستر سال میں مرتا ہے۔ اور اس کے انجام کی کسی کو خبر نہیں۔ کہ کیا ہوگا۔ لیکن دو برس کا بچہ جلدی مر کر فوراً ہی بسبب بے گناہ ہونے کے جنت کی طرف جاتا ہے۔ جہاں اس کے دیگر رشتہ دار بھی اسے مل جائیں گے۔ بتایئے وہ نقصان میں ہے یا نفع میں؟

رہا یہ امر کہ بچوں کو مرتے وقت تکالیف کیوں ہوتی ہیں۔ یہ بھی کوئی مخصوص امر نہیں۔ ہر جاندار کو موت کے دروازہ میں سے گذرنا پڑتا ہے۔ اور ہر موت کے ساتھ حکمت الٰہی نے تکالیف وابستہ کر دی ہیں۔ ورنہ یہ جہان اجڑ جاتا۔ لوگ اگلے جہان کے شوق میں ایک ایک دن میں فوج در فوج خود کشیاں کر لیتے۔ یا احتیاطیں پرہیز اور علاج نہ کیا کرتے۔ یہ بیماری کی تکلیفیں اور سکرات الموت ہی تو ہیں۔ جن کے خوف سے انسان مرنے سے ڈرتا ہے۔ ورنہ اگر مرنا بغیر دکھ کے ہوتا۔ تو انسان دنیا میں رہنا ہی پسند نہ کرتا۔ بیماری کے دکھ ڈال کر اللہ تعالیٰ بندوں کو مجبور کرتا ہے کہ اپنا علاج کرو۔ بھوک اور افلاس کا دکھ ڈال کر مجبور کرتا ہے۔ کہ محنت کرو۔ اور کما کر کھاؤ۔ وغیرہ وغیرہ۔ غرض ہر دکھ کسی سکھ کے حصول کے لئے ہے۔ اور یہ چیز اس دنیا کے لئے جو دار المحن۔ دار العمل۔ دار الامتحان اور دار الابتلاء ہے ضروری ہے۔ ورنہ انسان کسی ابدی زندگی اور دائمی اجر کا مستحق نہ ہو سکتا۔ بلکہ حیوانوں کی طرح چر چگ کر مر کر مٹی ہو جاتا۔ اس کے لئے کوئی دار الجزاء نہ ہوتا۔ نہ ترقی کے سامان ہوتے۔ نہ ابدی نعمتیں۔ پس معصوم بچہ کا مرنا اس کے لئے آئندہ جہان میں مفید ہے۔ مرنا ہر جاندار کے لئے لازمی ہے۔ اور مرنے کو دکھوں سے وابستہ کرنا حکمت کے ماتحت ہے۔

ہاں بطور نمونہ ہمیں اتنا ثابت کرنا چاہیئے کہ بچوں کے یا انسانوں کے دکھوں میں کیا فائدے ہیں۔ بیماری کا دکھ تو بچوں اور بڑوں سب پر حاوی ہے۔ اس لئے میں یہاں بچوں اور بڑوں دونوں کے متعلق کچھ فوائد بیان کرونگا۔ یہ ضروری نہیں۔ کہ صرف بیماری کے دکھ کے فوائد ہی بیان کروں۔ بلکہ دوسرے مصائب مثلاً افلاس وغیرہ کا بھی ضمناً ذکر آجائیگا۔

بعض دکھ افراد یا قوموں پر سزا کے طور پر وارد ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ خدائی اور عقلی قوانین پر عمل نہیں کرتے۔ ایسے دکھوں میں بد پرہیزیاں بھی داخل ہیں۔ ایک بچہ کو قولنج کا درد کیوں ہوا یا تو ماں باپ نے جہالت کی وجہ سے یا لاڈ پیار کے سبب سے اسے ثقیل غذا کھلا دی۔ یا بچہ نے آپ ہی کوئی ایسی چیز کھالی۔ قانون طبعی سے چونکہ بچہ۔ بڑا۔ عقلمند۔ بے عقل ارادتاً بد پرہیزی کرنے والا یا بھول کر اور غفلت سے کرنے والا سبھی سزا پاتے ہیں اس لئے اس دکھ کا سمجھ لینا آسان ہے۔

تکالیف کی حکمتیں

(۱) سب سے بڑی حکمت تکالیف میں یہ ہے۔ کہ خدا تعالیٰ ان کے ذریعہ بھی اپنے آپ کو پہچنوانا چاہتا ہے۔ بہت کم لوگ ہیں۔ جو نعمتیں اور احسانوں کی معرفت خدا کو پہچانتے ہوں اکثر وہی گروہ ہے۔ جو مصائب اور تکالیف بیماریوں اور شدائد کی وجہ سے اسکی طرف توجہ کرتا ہے۔ اور یہ ایک عظیم الشان فائدہ ہے۔ کہ خدا شناسی دکھ اور تکالیف کے راستہ سے حاصل ہوتی ہے۔ انسان اپنی مصیبت درد اور لاچاری کو دیکھ کر خدا کی طرف توجہ کرتا ہے۔ سنا ہے۔ کہ فرعون کو کبھی نزلہ اور درد سر تک کی تکلیف نہ ہوئی تھی۔ نہ اسے عمر بھر بخار چڑھا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ وہ خدائی کا دعویٰ کرنے لگا۔ اور موسیٰ کے مقابلہ میں کھڑا ہو گیا۔ اگر کوئی شخص مصائب اٹھا کر خدا کی طرف رجوع کرے۔ یا اس کا بچہ تکلیف میں ہو۔ تو دعا کرے۔ اس کے مرنے پر صبر کرے۔ اور خدا کی طرف اپنی توجہ پھیر لے یعنی ایک بچہ قربانی دے کر ابدی جنت خرید لے۔ تو میرے خیال میں ماں باپ اور بچہ دونوں کے لئے یہ بہت نفع مند سودا ہے۔ بچہ تو اپنی معصومیت کی وجہ سے اور ماں باپ رجوع الی اللہ کی وجہ سے نجات پائیں گے۔

(۲) کسی بچہ کی بیماری اس کا قربانی کا بکرا بننے کے لئے بھی ہوتی ہے۔ کئی بچوں پر تجربہ کر کے ڈاکٹر اس مرض کا علاج اور دقتیں وغیرہ معلوم کر لیتے ہیں۔ اور چند بچے خواہ مر بھی جائیں۔ مگر آئندہ بچوں کی نسل کے لئے اس بیماری کا علاج معلوم ہونے سے اور لاکھوں بچے بچ جاتے ہیں۔ امریکہ میں زرد بخار کا علاج اور ٹیکا معلوم کرنے کے لئے کئی ڈاکٹروں نے خود اپنے آپ کو وہ بیماری لگا کر ہلاک ہونے دیا۔ مگر مقصد حاصل کر لیا یوں علم میں بھی ترقی ہوئی۔ اور خدا کی حکمتیں بھی ظاہر ہوئیں۔ اسی طرح بعض بچے بھی آئندہ ہونے والے بچوں اور نسلوں کے لئے قربان ہو کر یا ڈاکٹروں کے زیر تجربہ اور زیر مشق رہ کر مفید بن جاتے ہیں۔ بس یہ نسل انسانی کا فائدہ ہے۔ جو مقدم ہے انفرادی فائدہ پر۔ اور اسمیں علم و حکمت کی ترقی ہے۔ اور خدا کا حکیم ہونا ثابت ہوتا ہے۔

(۳) موت کے علاوہ بعض بیماریاں خود رحمت ہوتی ہیں کیونکہ ان کی وجہ سے آئندہ زیادہ مہلک قسم کی بیماریاں اس بیمار کو نہیں ہوتیں۔ مثلاً اگست ۱۹۱۸ء میں جس جس کو انفلوئنزا ہوا۔ وہ سب بچ گئے۔ پھر انہیں اکتوبر ۱۹۱۸ء کا انفلوئنزا نہیں ہوا۔ جو نہایت درجہ مہلک تھا۔ پس پہلی بیماری رحمت تھی۔ اسی طرح ویکسینیشن یعنی Cow pox کی بیماری برداشت کر لینے کے بعد چیچک یعنی Small pox نہیں ہوتی۔ جو سخت مہلک ہے۔

(۴) بچے بیماری میں بڑوں کی نسبت کم تکلیف

212

محسوس کرتے ہیں۔ کیونکہ ان کے اعصاب اس وقت پختہ نہیں ہوتے۔

(۵) بیماریاں اور تکالیف خدا تعالیٰ کی جلالی صفات کا مظہر ہیں۔ اگر صرف جمالی صفات والا ہی خدا ہوتا۔ تو وہ کامل خدا نہ ہوتا۔ اور خدا وہی ہے۔ جس کے قبضہ میں آرام اور دکھ دونوں ہی ہوں۔ تبھی تو قرآن میں آیا ہے۔ کہ مالا ینفعھم ولا یضرھم۔ یعنی مشرک ایسے معبودوں کو پوجتے ہیں۔ جو نہ نفع دے سکتے ہیں نہ ضرر۔ کامل اختیارات والا خدا وہی ہے۔ جو دونوں کا مالک ہو۔ انسان بھی انہی دو باتوں کی وجہ سے خدا کی طرف رجوع کرتا ہے۔ ورنہ اگر دنیا میں تکالیف نہ ہوں۔ تو نہ انسان کے اخلاق ظاہر ہوں۔ نہ وہ خدا کی حکمتوں کا کھوج لگا سکے۔ نہ خدا سے ڈرے۔ نہ کوئی اجر حاصل کر سکے۔ اور شاید سوائے خاص شکرگذار لوگوں کے کوئی نجات بھی نہ پا سکے۔

(۶) بچپن کی بیماریاں اور تکالیف بھی قیامت کے دن حساب میں آئیں گی۔ اور ان کے بھی نمبر ملیں گے۔ جس طرح بڑے انسانوں کی بیماریوں کا اجر ملے گا۔ پھر کس بات پر اعتراض؟

(۷) بیماریوں سے بعض بچے اندھے۔ لولے لنگڑے یا معذور ہو جاتے ہیں۔ لمبی بیماریاں اور ایسے مستقل نقائص آئندہ کے لئے ایسے بچوں کی زندگی کو سنوار دیتے ہیں۔ ورنہ بہت سے ان میں سے شیطان کو مات کر دیتے۔ لیکن یہ معذوریاں ان کی طبیعت کو ذہین صابر اور نیک بنا دیتی ہیں۔

(۸) اگر بچہ بیمار نہ ہو۔ نہ اسے تکالیف پہنچتی رہیں۔ خواہ معذور نہ بھی ہو۔ تو بھی بڑے ہو کر ان مصائب کی وجہ سے تحمل جفاکشی تلخی کی برداشت اور نیک اخلاق اس میں پیدا ہو جاتے ہیں۔

(۹) ممکن ہے۔ کہ ایک ماں باپ کے دو بچوں میں سے ایک مر جائے۔ اور دوسرا بڑی عمر پائے۔ لیکن اگلے جہان میں پہلا جنتی ہو۔ اور دوسرا دوزخی۔ پس کون فائدہ میں رہا؟ یہی تو وہ مخلوق ہے۔ جس کی بابت روایتیں آئی ہیں۔ کہ وہ جنت کے لئے پیدا ہوئے ہیں۔

(۱۰) انسان کے لئے تکلیف کا وجود اس لئے بھی ضروری ہے۔ کہ اسکی وجہ سے راحت کا مزا اسکی قدر اور شکر پیدا ہوتے ہیں اس دنیا میں جو شخص کبھی دکھی نہ ہو۔ وہ یقیناً فرعون بن جاتا ہے۔ جو کھاتا بھی ہے۔ اور غراتا بھی ہے۔

(۱۱) بچہ چونکہ سب سے زیادہ عزیز چیز ہے۔ اس لئے اس پر بھی ضرور آفت آنی چاہیئے۔ بموجب آیت ولنبلونکم کے۔

(۱۲) کیا بچے ہمیشہ تندرست رہا کریں؟ پھر شاید یہ کہا جائے۔ کہ کسی جوان کی موت نہ ہو۔ اور آخر میں یہ کہ کوئی انسان بھی نہ مرے۔ یہ سب لغویات ہیں۔ اور کسی اور عالم کا افسانہ ہیں۔ اس دنیا کی بناوٹ کے ساتھ یہ تھیوریاں نہیں چل سکتیں۔

(۱۳) قدرت الٰہی ہر چیز کا بیج یا پنیری بہت کثرت سے پیدا کرتی ہے۔ پھر ناقص اور کمزور حصہ تلف ہو جاتا ہے۔ اور اچھا باقی رہتا ہے۔ جب ہر چیز کا بیج اور پنیری بکثرت تلف ہوتے رہتے ہیں۔ تو انسانی بچہ کے تلف ہونے پر کیا اعتراض۔

(۱۴) جب کسی قوم کی آئندہ نسلیں کمزور اور خراب ہونے لگتی ہیں۔ تو ان کے بچے بہت مرنے لگتے ہیں۔ اور اس طرح وہ قوم اپنی آنے والی تباہی سے واقف ہو جاتی ہے۔ اور بچاؤ کی تدبیروں میں لگ جاتی ہے۔ پس یہ وارننگ (Warning) بھی ایک حکمت ہے۔

(۱۵) مرنا بغیر بیماری کی تکالیف کے نہیں ہوتا۔ اس لئے تکلیفیں ضروری ہیں۔ کیونکہ روح اور جسم کا اس قدر گہرا تعلق ہے۔ کہ بغیر تکلیف کے علیحدگی ناممکن ہے۔ گویا ناخن کو گوشت سے جدا کرنا ہوتا ہے۔ اگر بغیر دکھ کے بچے یکدم مر جایا کرتے۔ تو نہ اُن کا علاج ہو سکتا۔ نہ علوم کھلتے۔ نہ لوگوں کو ہمدردی اور تیمارداری کا موقع ملتا۔

(۱۶) بیمار بچوں اور دیگر مصیبت زدہ اشخاص میں دوسروں کے لئے خاص شفقت اور رحم پیدا ہو جاتا ہے۔ کیونکہ وہ اپنے دکھوں کو دیکھتے ہیں۔

(۱۷) تقویٰ کی جڑ بیماری کا پرہیز ہے۔ جب مریض بچہ بیماری کے لئے پرہیز کرتا ہے۔ اور ضبط کی عادت ڈالتا ہے۔ تو وہ بڑا ہو کر بھی تقویٰ اختیار کر سکتا ہے۔ میرے نزدیک تو کوئی شخص متقی نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ وہ جسمانی پرہیزگار بھی نہ ہو۔ کیونکہ دونوں کی پشت پر ایک ہی طاقت کام کرتی ہے۔

(۱۸) بچہ اطاعت نہیں کرتا۔ جب تک اسے لالچ یا ڈر نہ ہو۔ ڈر خواہ مار کا ہو۔ خواہ بیماری کا۔ پس بیماری کے دکھ سے بھی بچوں میں اطاعت کا مادہ پیدا ہوتا ہے۔ جو جڑ ہے عبودیت کی۔

(۱۹) دکھی کو دیکھ کر دوسرے لوگوں میں خدا کے شکر کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ الحمد للہ ہم اس مصیبت سے محفوظ ہیں۔ اور خدا کے شکر کا جذبہ بھی انسان کے تعلقات کو خدا سے مضبوط کرتا ہے۔

(۲۰) بچوں کی تکلیف کو دیکھ کر بڑوں میں شفقت اور رحم جوش مارتے ہیں۔ اور نیک اخلاق کا جوش عظیم الشان تغیر اور نتائج پیدا کرتا ہے۔

(۲۱) جو بچے اندھے۔ کانے لنگڑے۔ لُولے ہو جاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کے مخفی جوہر اور اپنی مخفی حکمتیں دکھانا چاہتا ہے وہ طرح طرح کی خلاف توقع لیاقتیں اور کام سیکھ جاتے ہیں۔ جن سے انسانی کمالات کا اظہار ہوتا ہے۔

(۲۲) خدا تعالیٰ چاہتا ہے۔ کہ جس طرح میں انسان کی ربوبیت کرتا ہوں۔ اسی طرح والدین اور دیگر عزیز بھی بچہ کی تربیت پر ہمہ تن متوجہ رہیں۔ ورنہ اسکی سزا بیماری اور موت ہے۔ پس بعض موتیں اور بعض بیماریاں سزا ہیں والدین کے لئے۔ کہ انہوں نے بچہ کی حفاظت کیوں نہ کی اور تاکہ وہ اور دیگر ناظرین آئندہ کے لئے محتاط رہیں۔

(۲۳) اگر بیماریوں میں سخت سخت دکھ نہ ہوں۔ تو لوگ مر جانے کو معمولی بات سمجھیں۔ علاج وغیرہ نہ کرائیں۔ نہ پرہیز و احتیاط کریں۔ پس موت کو سخت دکھ سے وابستہ کر کے خدا نے انسان کو علاج کی طرف مجبور کیا۔ تاکہ وہ خدا کی حکمتوں دوائیوں اور علوم کو باطل نہ کرنے پاوے

(۲۴) جب بچہ بیمار ہوتا ہے۔ تو اوپر والے دعائیں کرتے ہیں۔ ان کو خدا یاد آتا ہے۔ اور اگر مر جاتا ہے۔ تو اکثر دفعہ ان کے آئندہ ہونے والے بچوں کو فائدہ ہو جاتا ہے۔ مثلاً اگر ٹیکہ لگوانے میں سستی کی وجہ سے ایک بچہ چیچک سے ضائع ہو گیا۔ تو اس کے والدین آئندہ اپنے ہر بچہ کو بر وقت ٹیکہ لگوایا کریں گے۔

(۲۵) بیماریاں اور دکھ نہ ہوتے۔ تو مخلوقات میں تعاون محبت علاج معالجہ کا سلسلہ نرسنگ (Nursing) یعنی تیمارداری۔ مال وقت اور محنت کی قربانی سب مفقود ہوتے۔ اسی طرح صبر استقلال شفقت اور رحم کے مظاہر سے دنیا میں نہ پائے جاتے۔ جو بنی نوع انسان کے لئے فخر ہیں۔ رشتہ داروں کو اپنا نفس کچلنا پڑتا ہے۔ رضا بقضا ہونا پڑتا ہے اور ولنبلونکم والے ابتلاؤں کو پاس کرنا پڑتا ہے۔ نیک اور خدا رسیدہ ہونے کے سب دعوے پرکھے جاتے ہیں۔

(۲۶) ایک ٹھوکر کھا کر آئندہ ویسی بد پرہیزیوں سے بچوں کو بچانا آ جاتا ہے۔

(۲۷) ڈاکٹروں حکیموں کو نئی نئی دواؤں کا تجربہ ہوتا ہے نیز بیماریوں کے علم میں اضافہ ہوتا ہے۔

(۲۸) انسان روئے زمین پر خدا کا خلیفہ اور اس کا مظہر ہے۔ پس بچوں کو بیماری اس لئے بھی بھیجی جاتی ہے کہ خدا کا خلیفہ اور نائب ایک فوج خدائی صفات یعنی رحم۔ کرم۔ شفقت۔ شفا۔ احیاء ربوبیت وغیرہ کی اپنی طرف سے اس دکھ کے مقابل پر لا کر کھڑی کر دے۔ اگر بیماری موت اور شفا نہ ہوتے تو انسان بھی خدا کا ادھورا سا خلیفہ ہوتا نہ کہ کامل۔

(۲۹) بچوں کو بیماریوں میں صرف جسمانی تکلیف کا احساس ہوتا ہے۔ اور وہ بھی بڑوں سے کم۔ بڑوں کو تو اپنی بیماری میں اہل و عیال کے آئندہ گذارہ کا غم اور بیسیوں ضروری کاموں کا جو معلق رہ گئے ہوں۔ فکر ہوتا ہے۔ اور بیماری کے درد کے ساتھ انکو سخت ذہنی فکر اور رنج و حزن بھی ہوتے ہیں۔ جن سے بچہ بالکل آزاد ہوتا ہے۔ نہ وہ موت کو جانتا ہے۔ نہ ذمہ داری کو اسی لئے سوائے جسمانی دکھ کے اسے غم فکر رنج وغیرہ نہیں ہوتے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

علاوہ ازیں چونکہ اس کے احساسات بھی قوی نہیں ہوتے۔ اس لئے جسمانی درد بھی اسے بڑے آدمی کی نسبت بہت کم ہوتا ہے۔ پس یہ بھی خدا تعالےٰ کا فضل ہے

خلاصہ

مون لمبا ہو گیا ہے۔ اس لئے میں مختصرًا اس کا خلاصہ حسب ذیل کر دیتا ہوں

(اوّل) موجودہ عالم کا تمام نظام بدلنے کے سوا معترض خوش نہیں ہو سکتا۔ اور تمام نظام عالم کے بدل دینے سے یہ بہتر ہے کہ اعتراض ہی واپس لے لیا جاوے

(دوم) یہ دنیا اصل مقام انسان کا نہیں ہے۔ بلکہ اصل جگہ اس کے رہنے کی ایک اور عالم ہے۔

(سوم) اس دنیا میں بھی سکھ کی مقدار دکھ کی نسبت زیادہ ہے۔ ورنہ کیا وجہ ہے کہ ہر شخص مرنے سے ڈرتا ہے۔ خواہ کیسی ہی تکالیف میں ہو۔

(چہارم) انسان کی پیدائش کی غرض خداشناسی ہے اور یہ غرض اس دنیا میں دکھ اور سکھ کی موجودگی سے پوری ہوتی ہے۔

(پنجم) قیامت میں بچہ ہو یا بڑا ہر ایک کو اپنے اپنے دکھ کے نمبر ملیں گے۔

(ششم) مفلس اور غریب لوگ امراء کی نسبت پانچ سو سال پہلے جنت میں جائیں گے یہ ان کے افلاس کی جزا ہے۔

(ہفتم) کئی بیماریاں مومن کو شہید کے درجہ تک پہنچا دیتی ہیں۔ یہ ان تکالیف کا بدلہ ہے

(ہشتم) لو بسط اللّٰہ الرزق لعبادہ لبغوا فی الارض۔ اگر اللہ بندوں کیلئے رزق کے دروازے کھول دیتا تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ وہ سرکش اور باغی ہو جاتے۔ پس دنیا کے امن کی خاطر بھی مصائب ضروری ہیں۔

(نہم) یہ موجودہ نظام دنیا کا بغیر اختلاف کے نہیں چل سکتا تھا۔ اس لئے کمال حکمت سے خدا تعالیٰ نے خوشحالی صحت آزادی عزت علم عقل اور بیماری دکھ موت افلاس رنج غم فکر وغیرہ چیزیں لوگوں میں تقسیم کر دیں۔ تاکہ وہ کارخانہ عالم کو ایک دوسرے کے تعاون کے ساتھ چلا سکیں غریب امیر کا کام کرے۔ امیر غریب کی پرورش کرے۔ اہل علم طرح طرح کے علم کے نتائج سے اس باغ دنیا کو آراستہ کریں۔ اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ ہو۔ انسان اپنے رب کو پہچانے۔ اس کی اطاعت کرے۔ اور دنیا کو اس سے روشناس کرائے۔ اور بالآخر مرنے کے بعد ابدی جنت کا وارث ہو اور اس کی ساری تکالیف مٹ جائیں بلکہ ان میں سے ہر ایک کا بدلہ بڑھ چڑھ کر اُسے ملے۔ تاکہ پھر اُسے کسی قسم کی شکایت اپنے مالک کے متعلق نہ رہے۔

(دہم) اگر یہ سوال کہ بچہ کو باپ دادا کے اعمال کی کیوں سزا ملتی ہے۔ اس بچہ نے کیا گناہ کیا تھا؟ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ بچہ کو سزا کے طور پر وہ بیماری نہیں ہوئی۔ اور اور اس وجہ سے وہ قابل ملامت نہیں ہے وہ اپنی تکلیف کا اجر خدا کے ہاں سے پائے گا۔ ہر بچہ کو ہر شخص تکلیف پہنچا سکتا ہے۔ اس کی ماں اسے زیادہ کھلا کر تکلیف دے سکتی ہے۔ اس کا باپ اسے آتشک کا ورثہ دے کر اُسے بیمار کر سکتا ہے۔ اس کا بھائی اینٹ مار کر اس کا سر پھاڑ سکتا ہے۔ پس بچہ کی ہر ایسی تکلیف کے بدلے وہ موذی آخرت میں سزا پائے گا۔ جس نے اسے تکلیف دی اور خود بچہ آخرت میں جزا پائے گا۔ جس نے بے قصور دوسروں کا ظلم برداشت کیا۔ خدا کی طرف سے تو ہر طرح فضل ہی فضل ثابت ہے

وہاں بھی وہ موجود تھے

جرمنوں نے بغیر گولی چلائے مرہٹوں کے آگے ہتھیار ڈالدیئے

اٹلی میں آٹھویں فوج کے مورچے سے یہ دلچسپ خبر موصول ہوئی ہے کہ ایک جرمن افسر اور نو دوسرے سپاہیوں نے ہمارے ایک گشتی دستے کے آگے جس میں ایک مرہٹہ جمعدار اور دس جوان شامل تھے۔ بلا تکرار ہتھیار ڈال دیئے۔

یہ جرمن ایک بہت اہم جگہ پر یعنی ایک کھیت کے قریب مضبوطی سے قلعہ بند کئے ہوئے مکان میں تعینات تھے

اس دستے کے سردار جمعدار کاشی ناتھ اُبلے نے جو ضلع شولاپور کا رہنے والا ہے اپنا منصوبہ باندھا۔ اور مکان کو دن دہاڑے جا کر چاروں طرف سے گھیر لیا۔ پھر ایک سپاہی کو ٹامی گن دے کر آگے بھیجا۔ جرمن ہکا بکا رہ گئے اور ہمارے دستے کے آگے ہتھیار ڈال دیئے

جب یہ دستہ ان قیدیوں کو لے کر واپس آرہا تھا تو پیچھے پیچھے کوئی ۳۰۰ اطالوی مرد اور عورت جرمنوں کی ہنسی اُڑاتے ہوئے آئے۔

اگر آپ ہندوستانی فوج میں بھرتی ہونا چاہیں تو تمام تفصیلات کسی بھرتی دفتر سے معلوم کر سکتے ہیں۔

نفع مند کام

جو دوست اپنا روپیہ نفع مند کام پر لگانا چاہیں انہیں چاہیئے کہ وہ میرے ساتھ خط و کتابت کریں۔ ایسا روپیہ جائیداد کی کفالت پر لیا جائیگا۔ جو ہر طرح سے انشاء اللہ محفوظ رہیگا۔ احمد فضل اللہ خاں۔ بازار [illegible]

وی۔ پی وصول فرمالیں

جن اصحاب کا چندہ ۲۰ اکتوبر تک کسی تاریخ کو ختم ہوتا ہے ان کی خدمت میں حسب اعلانات سابقہ وی پی ارسال کئے جارہے ہیں۔ احباب سے گزارش ہے کہ وی۔ پی وصول فرما کر ممنون فرمائیں۔ احباب کو معلوم ہے کہ الفضل کا حجم بڑھا دیا گیا ہے لیکن قیمت میں کوئی اضافہ نہیں کیا گیا اندریں حالات احباب کا فرض ہے کہ الفضل سے تعاون فرماتے ہوئے چندہ کی ادائیگی میں توقف نہ فرمایا کریں۔ اور کوشش کریں کہ چندہ ختم ہونے سے پہلے رقم ارسال کر دیں اگر ایسا نہ کر سکیں تو وی پی ضرور وصول فرمالیں۔

منیجر الفضل

نارتھ ویسٹرن ریلوے

ایکسپریس گڈس سروس

ٹرک کے ذریعہ

لاھور اور نگروٹہ کے درمیان

پک اپ سروسز سے

جلو۔ خاصہ۔ چھہرٹہ۔ امرت سر۔ بٹالہ۔ دھاریوال۔ گورداسپور اور پٹھانکوٹ

کے مابین آمد و رفت

اس ماہ کے وسط کے قریب شروع ہوگی۔ جاری ہونے کی ٹھیک تاریخ کا خیال رکھئے

شرح محصول :۔ ۱½ پائیاں فی من فی میل۔

تفصیلات کے لئے

متعلقہ سٹیشنوں کے گڈس شیڈوں پر پہنچ کر دریافت کیجئے۔

یا

تحریری طور پر جنرل منیجر این۔ ڈبلیو ریلوے لاہور سے درخواست کیجئے

یا

ایس۔ اے۔ سی II ٹیلیفون نمبر ۳۲۹۹

جے۔ اے۔ سی (ایکسٹرا) ٹیلیفون نمبر ۲۴۰۹

سے دریافت کیجئے

جنرل منیجر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

213

آپ ایسا نہیں ہونے دیں گے

مگر جب کبھی آپ بے ضرورت خریداری کریں ہوتا ایسا ہی ہے۔ بیشتر چیزوں کی قیمتیں بے تحاشا بڑھی ہوئی ہیں۔ اور جب کبھی آپ فضول خرچی کرتے ہیں تو دراصل روپیہ پھینکتے ہیں۔ جب تک خرید نا ہی نہ پڑے کچھ مت خریدیئے۔ جنگ کے زمانے کی قیمتیں آپ کے روپے کا اچھا بدل نہیں دلاتیں۔

جواہرات، زمین، عمارت اور دوسری خام یا صنعتی اشیاء خرید کر آپ اپنے روپے کو خطرے میں ڈالتے ہیں۔ ان کی قیمتیں گھٹتی بڑھتی رہتی ہیں اور یقین رکھئے کہ اب قیمتیں چڑھ نہیں رہیں بلکہ رفتہ رفتہ اترنے کو ہیں۔

روپیہ بچایئے اور سمجھداری سے لگایئے

ذیل کی مدوں میں روپیہ لگانا محفوظ بھی ہے اور فائدہ مند بھی۔

- ★ بیمہ پالیسی۔
- ★ امداد باہمی کی انجمنیں۔
- ★ بینک کا سیونگ کھاتہ۔
- ★ ڈاک خانہ کا سیونگ بینک۔
- ★ سرکاری قرضے اور
- ★ نیشنل سیونگز سرٹیفکیٹ۔

محفوظ طریقے سے روپیہ لگانے میں ممکن ہے منافع نسبتاً کم ملے مگر سرمایہ کو کوئی خطرہ نہیں ہوتا۔ اور جنگ کے زمانے میں یہی بات قابل لحاظ ہے۔

قوم کے لئے قومی جنگی محاذ کی اپیل

AAA 182

سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا نہایت ہی سخت تاکیدی فرمان

"مہدی کی خبر سنتے ہی تم پر فرض ہے کہ اس کی بیعت میں داخل ہو جاؤ۔ خواہ برف پر گھٹنوں کے بل چلنا پڑے" (مسلم)

یہ نہایت ہی سخت تاکیدی حکم ہے۔ ہر احمدی جماعت کا فرض ہے کہ وہ غفلت میں پڑی ہوئی دنیا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم پہنچائے۔ اس کی آسان راہ یہ ہے کہ آپ ہمارا [illegible] لٹریچر منگوایئے۔ [illegible] دقت تبلیغ تحفہ دیجئے۔ [illegible]

اپنے علاقہ کے لوگوں کا [illegible] کے پتے

معہ قیمت روانہ فرمایئے ہم [illegible] روانہ کر دیں گے

عبداللہ الہ دین

سکندر آباد (دکن)

زائرین کعبہ و مدینۃ الرسول کی خدمت میں

اگر آپ کا امسال حج کرنے کا ارادہ ہے تو مبارک ہے۔ قبل اس کے کہ آپ حجاز مقدس میں حاضر ہوں۔ رہنمائے حج المعروف گلزار مکہ جو کہ مولوی محمد دلپذیر صاحب بھیروی مشہور پنجابی شاعر ہیں ایک مدلل و مکمل کتاب حاجیوں کی رہنمائی کے لئے تصنیف فرمائی ہے مطالعہ فرمایئے رہنمائے حج کے ہوتے ہوئے آپ کو راستے میں اور حجاز مقدس میں کسی اور معلم کی ضرورت نہ پڑے گی۔ صرف ایک صد نسخہ ہمارے پاس ہے اس کی قیمت بلحاظ لاگت سوا دو روپیہ قبل از جنگ رکھی گئی ہے۔ وی پی طلب فرمانے پر یا بذریعہ منی آرڈر بھیجنے پر ارسال کی جائے گی۔ محصول ڈاک صرف دس آنے ہے۔ ملنے کا پتہ

مولوی محمد اسحٰق بک سیلر و پبلشر

اردو بازار۔ سرائے عالمگیر ضلع گجرات (پنجاب)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

لندن ۲ اکتوبر۔ کیلے پر پورا قبضہ ہو جانے کے بعد اب ڈنکرک کی بندرگاہ باقی ہے جرمنوں کی دور مار توپوں پر قبضہ کر لیا گیا ہے ان توپوں کے ذریعے ڈوور کے علاقہ میں دو ہزار پانچ سو ہینیتھ گولے پھینکے گئے۔ جن سے صرف ۹۷ آدمی ہلاک ہوئے۔ گویا ۱۶ گولوں سے صرف ایک۔ جرمن بولونیا کے بچاؤ کے لئے اپنی بہت سی فوجیں اور سامان جنگ جمع کر رہے ہیں۔

ماسکو ۲ اکتوبر۔ روسی فوجیں ہنگری کے دارالسلطنت بوڈاپسٹ سے ایک سو میل دور ہیں۔

لندن ۲ اکتوبر۔ آسٹریا کے باشندوں کو پیغام دیا گیا ہے کہ اب تمہارے لئے وقت آ گیا ہے کہ اپنی آزادی کی جدوجہد کرو۔

لندن ۲ اکتوبر۔ جرمن اور روسی فوجوں میں سخت جنگ ہو رہی ہے

نیویارک ۲ اکتوبر۔ پلاؤ کے ملحقہ جزائر میں دس ہزار جاپانی ہلاک کئے گئے ہیں۔ اب ان سب پر قریباً امریکن تسلط قائم ہے

لندن ۲ اکتوبر۔ جاپانیوں نے خبر دی ہے کہ اتحادیوں نے بورنیو میں بالیک پاپن پر تیل کے مرکز کو نشانہ بنایا۔

واشنگٹن ۲ اکتوبر۔ بحرالکاہل میں فلپائن کے جنوب مغربی کنارے سے دس ہزار ٹن کا تیل لے جانے والا جہاز ڈبو دیا گیا۔

کانڈی ۲ اکتوبر۔ برما میں چودھویں فوج کی پھر جاپانیوں سے مٹ بھیڑ ہو گئی ہے۔ مانگڈاؤ کے جنوب مشرق میں ماؤدین کی پہاڑی پر قبضہ کر لیا گیا ہے۔

لندن ۲ اکتوبر۔ آرنہم کے جنوب مشرق میں جرمنوں نے پھر حملہ شروع کیا تھا جس پر قابو پا لیا گیا ہے۔ یہ حملہ جرمنوں نے غالباً دوسری برطانوی فوج کو پیچھے دھکیل دینے کے لئے کیا تھا۔

لندن ۲ اکتوبر۔ چینل کے کنارے اکا دکا جرمنوں کا صفایا آئینڈی کر رہے ہیں

لندن ۲ اکتوبر۔ ڈنمارک کے کنارے اتحادیوں نے جرمنوں کے یو بوٹ اور ڈسٹرائر پر سیدھا نشانہ لگایا۔

لندن ۲ اکتوبر۔ میڈیٹرینین میں تین یونانی ٹاپو آزاد کرا لئے ہیں۔ ایک یونانی ٹاپو صرف ۱۶ میل ہے۔ اتحادی جنگی ۱۰ میل دور شہر پر قبضہ کر لیا ہے۔

واردھا ۲ اکتوبر۔ گاندھی جی اپنی پارٹی کے ہمراہ واپس پہنچ گئے ہیں۔ سٹیشن پر مقامی کانگرسیوں نے ان کا خیر مقدم کیا۔

لندن ۲ اکتوبر۔ اس حقیقت کا انکشاف ہوا ہے کہ چوتھے ہندوستانی ڈویژن کے ۲۵ ہزار افراد ۱۹۴۰ء سے آج تک ہلاک یا زخمی ہوئے ہیں۔ یہ ڈویژن مسلسل پانچ سال سے محاذ پر خدمات انجام دیتا رہا ہے۔ اس ڈویژن نے دشمن کے ایک لاکھ سے زائد افراد کو قیدی بنا لیا۔ اور ایک کثیر تعداد کو ہلاک کیا

کراچی ۲ اکتوبر۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ خان بہادر ایم۔ اے کھوڑو اور ان کے دوسرے ساتھی ملزموں کے مقدمہ کی سماعت کے لئے سپیشل ٹریبونل کا تقرر عمل میں لایا جائے گا۔

لندن ۲ اکتوبر۔ وارسا کی پولش فوجوں کے کمانڈر نے اعلان کیا ہے۔ کہ وارسا میں صورت حالات انتہائی نازک ہے۔ شہر کے وسط میں سخت لڑائی جاری ہے۔ مضافات کے ساتھ ہمارے رسل و رسائل کا سلسلہ کٹ چکا ہے اس کے باوجود پولش فوجیں جرمنوں کا بہادری سے مقابلہ کر رہی ہیں۔

بیت المقدس ۲ اکتوبر۔ قاہرہ کے انجنیئر علی ابراہیم کو مسجد اقصیٰ کی نئی چھت کی تعمیر و آرائش کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ اور انہوں نے کام شروع کر دیا ہے۔

قاہرہ ۲ اکتوبر۔ ایک سرکاری اعلان میں کہا گیا ہے کہ فتح تقوی کی یہودی نو آبادی میں پولیس نے کھوج لگا کر متعدد یہودی دہشت انگیزوں کو گرفتار کیا ہے

لندن ۲ اکتوبر۔ مسٹر ایڈن نے کل دارالعوام میں تقریر کرتے ہوئے انکشاف کیا کہ ہٹلر اب اس امر کی تیاریاں کر رہا ہے۔ کہ جرمنی پر اتحادیوں کے قبضہ کے دوران میں مسلسل مزاحمت کو منظم کیا جائے۔ اس مقصد کیلئے اس نے انتہائی جوشیلے نازی نوجوانوں کو تربیت دی ہے۔

دہلی ۲ اکتوبر۔ سیلون بھیجے جانے والے پارسلوں کے وزن کی انتہائی حد غیر ضروری طور پر ۲ پونڈ سے بڑھا کر ۲۲ پونڈ کر دی گئی ہے۔

اسکندریہ ۲ اکتوبر۔ مصر کے سرکاری حلقوں کو یقین ہے کہ اسکندریہ میں اتحادی عرب کی جو کانفرنس منعقد ہو رہی ہے اس کے نتیجے میں عرب اتحاد حاصل ہو جائے گا۔ کامیابی کے امکانات بہت روشن ہیں۔

نئی دہلی ۲ اکتوبر۔ اگرچہ حکومت کا فوڈ ڈیپارٹمنٹ ہندوستان میں خوراک کی صورت حالات کو بہتر سمجھتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود گندم کے سوائے دوسرے اجناس کو غیر ممالک سے درآمد کرنے کے لئے اقدامات کئے جا رہے ہیں۔ یہ اغلب ہے کہ مستقبل قریب میں جو کی مقدار عراق سے منگوائی جائے۔ یہ بھی توقع کی جاتی ہے کہ آسٹریلیا سے گندم کے جہاز پہلے سے زیادہ تعداد میں آیا کریں گے۔ دریں اثناء حکومت ہند نے پنجاب گورنمنٹ کو مشورہ دیا ہے کہ وہ نخود کی برآمد پر سے پابندیاں دور کر دے تا کہ پنجاب کے نخود کو استعمال میں لایا جا سکے۔ ابھی تک پنجاب کے چاول کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں ہو سکا۔

لندن ۲ اکتوبر۔ غیر سرکاری حلقوں کا اندازہ یہ ہے کہ اس وقت ہٹلر کے پاس جرمنی کو بچانے کے لئے ۴۵ لاکھ سے زیادہ فوج نہیں ہے

نئی دہلی ۲ اکتوبر۔ حکومت نے اعلان کیا ہے کہ جو سپاہی دشمن کے قیدی ہیں۔ اور دشمن سے وعدہ کر کے اس کی خدمت کے بہانے ہندوستان آ جاتے ہیں۔ انہیں فی الفور افسروں کو اطلاع دینی چاہیئے۔ ورنہ انہیں سخت سزائیں دی جائیں گی۔

بیت المقدس ۲ اکتوبر۔ کل فلسطین کے فوجی کمانڈر نے بیت المقدس میں دن کے وقت

جرفیو آرڈر نافذ کر دیا جس کی وجہ سے بے خبر کے ہزاروں یہودی اپنے گھروں کی چار دیواری میں بند رہنے پر مجبور ہو گئے۔ ان کے کاروبار بھی بند کر دیئے گئے۔ کرفیو آرڈر کے نفاذ کی وجہ یہ تھی کہ بعض دہشت پسندوں نے گھات لگا کر مسٹر ڈنکن اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کو قتل کر دیا تھا۔

لندن ۲ اکتوبر۔ کیلے میں بچے کچے جرمن سپاہیوں کا صفایا کر دیا گیا ہے۔ سات ہزار کے قریب جرمن پکڑے گئے ہیں جن میں ۱۲۰ سے زیادہ افسر ہیں۔

لندن ۲ اکتوبر۔ کل اتحادی ہوائی جہازوں نے جرمنی میں ڈنیزک پر حملہ کیا۔ اور بھی کئی جگہ حملے کر کے دشمن کو نقصان پہنچایا۔

لندن ۲ اکتوبر۔ اٹلی میں آٹھویں فوج کے دستے ایڈریاٹک کے ساتھ ساتھ آگے بڑھتے جا رہے ہیں۔ اندرونی علاقہ میں جرمنوں نے ایک پہاڑ کی چوٹی پر قبضہ کرنے کی کوشش کی۔ مگر پانچویں فوج نے انہیں کامیاب نہ ہونے دیا

لندن ۲ اکتوبر۔ برطانوی فوجیں یونان کے تین جزیروں میں اتر گئی ہیں۔ دشمن نے ہماری فوجوں کا کوئی مقابلہ نہ کیا۔ اور جزیروں کے لوگوں نے پرجوش خیر مقدم کیا۔ ایک جزیرہ جو کائی تھیرہ کہلاتا ہے۔ یونان سے چھ میل دور ہے۔ باقی دو جزیروں کے نام ابھی نہیں بتائے گئے۔

ماسکو ۲ اکتوبر۔ یوگوسلاویہ میں روسی دستے اور آگے بڑھ گئے ہیں۔ اور انہوں نے بارہ مقامات سے جرمنوں کا صفایا کر دیا ہے۔ روسی فوجیں قریب قریب بلغاریہ کی حد کے ساتھ آگے بڑھ رہی ہیں۔

حبّ اٹین

یہ گولیاں بدہضمی کو دور کرتی ہیں۔ اپھارہ۔ گڑگڑاہٹ۔ گرانی۔ متلی کا علاج ہیں۔ معدہ اور انتڑیوں کے امراض کے علاوہ پیٹ درد ہیضہ۔ اسہال۔ قے اور پیچش کے لئے بے حد مفید ہیں۔ اس موسم میں ہر گھر میں ان کا موجود رہنا نہایت ضروری ہے۔
ایک روپیہ کی بتیس گولیاں
طبیہ عجائب گھر قادیان

شباکن

ملیریا کی کامیاب دوا ہے

کونین کے اثرات بد کا شکار ہوئے بغیر اگر آپ اپنا یا اپنے عزیزوں کا بخار اتارنا چاہیں۔ تو "شباکن" استعمال کریں۔ قیمت ایک صد قرص عمر پچاس قرص ۱۲ر ملنے کا پتہ
دواخانہ خدمت خلق قادیان